Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

چال پہ چال

عکس فاطمہ

چوری اور سینہ زوری کا محاورہ کتنا ہی پرانا ہو جائے مگر ہر دفعہ اپنی افادیت کو ثابت کر دیتا ہے... چوری کی واردات اور سینہ زوری کی قرارداد پر پوری اترتی ایک پُرمزاح کہانی... اپنے معمولاتِ زندگی نبھاتے ہوئے اس نے محفوظ طریقوں پر غور کرنا شروع کر دیا تھا... اپنی سرگرمیوں میں کامیاب ہو جانے والے شخص کا دلچسپ قصہ...

ٹوٹی کہاں کمند دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا...... تبسم ریز کہانی کے پیچ و خم

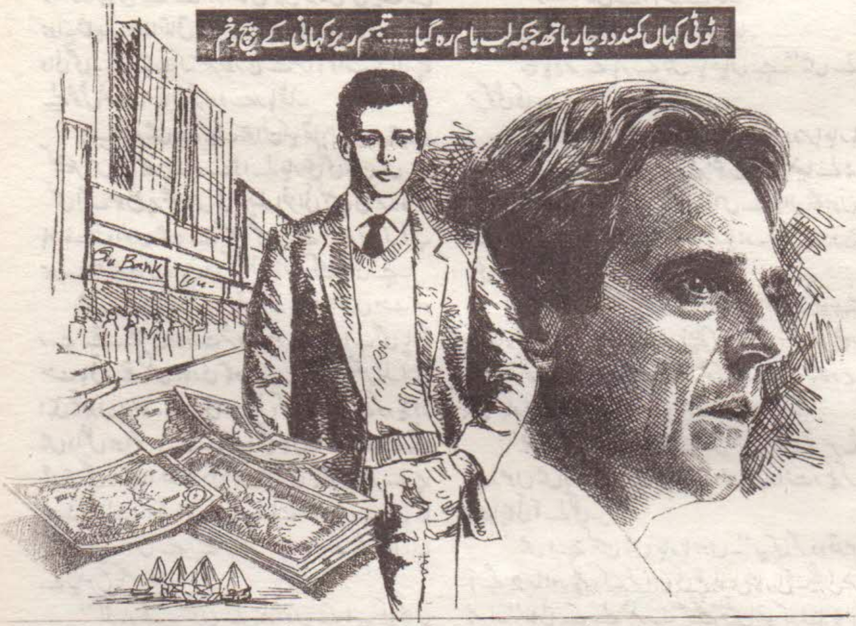

پوری رات ادھیڑ بن میں گزری۔ دیر تک جاگنے کے باعث صبح سات بجے اٹھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ نہ جاتا تو کوئی پہاڑ نہیں ٹوٹ پڑتا لیکن دو وجوہات کی بنا پر جانا ضروری تھا۔ ایک تو میرے کنٹریکٹ کے مطابق چھٹی کی اجازت نہیں تھی۔ دوسرا یہ کہ مجھے مس کٹی سے ذرا الفت بھری باتیں کر کے اس کا حوصلہ بڑھانا تھا۔ رات بھر اپنے منصوبے پر غور کرتا رہا تھا۔ مس کٹی میرے منصوبے کا ایک ضروری حصہ تھی۔ یوں سمجھو کہ وقت پڑنے پر گدھی کو پری

چہرہ محبوبہ مان لینے والی بات تھی۔

اگر کل رات میں ریسٹوران نہ جاتا تو شاید مس کٹی کے بارے میں سوچتا بھی نہیں لیکن قدرت کے اتفاقات ہماری عقل سے ماورا ہوتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا اتفاق ایسی کہانی بُنتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔

مسٹر جارج اگر ڈنر کے لیے میرے پسندیدہ ریسٹوران نہ آتے یا میں ڈنر کے لیے کسی اور جگہ چلا جاتا یا پھر یہ کہ میں وہاں گھنٹا بھر دیر سے پہنچتا یا پھر مسٹر جارج گھنٹا بھر بعد آتے تو شاید کل رات میں دیر سے نہ سوتا، نہ ہی مس کٹی کا خیال دل میں لیے کچی نیند سے زبردستی بیدار ہوتا۔

خیر جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ مسٹر جارج مجھ سے کچھ پہلے ہی ریسٹوران پہنچ گئے تھے اور اتفاق کہیں کہ میں بھی لیٹ نہیں ہوا۔ شاید یہ ایسا اتفاق تھا جس پر مس کٹی بہت خوش ہونے والی تھی۔ یہ اور بات کہ مسٹر جارج سے ٹکراؤ کو اب میں اپنے لیے خوش نصیب اتفاق قرار دے رہا تھا۔

جب سے میں نے بینک جوائن کیا تھا، تب سے ہی ہیڈ کیشیئر مس کٹی مجھ پر ڈورے ڈالے جا رہی تھی لیکن میں نے کسی ایک موقع پر بھی اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی مگر وہ بھی ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھی۔ مجھے یقین تھا کہ اب میرے التفات کو وہ اپنی جہدِ مسلسل کا صلہ سمجھنے والی ہے۔

میں بینک میں داخل ہوا تو آٹھ بج کر پچیس منٹ ہو رہے تھے۔ دفتری اوقات شروع ہونے میں اب بھی پانچ منٹ باقی تھے لیکن ہماری چھوٹی سی برانچ کا مختصر عملہ اپنی اپنی جگہوں پر تھا۔ میں لابی سے نکل کر چھوٹے سے کوریڈور میں داخل ہوا تو سامنے سے مس کٹی کافی کا مگ تھامے چلی آ رہی تھی۔ چھوٹا قد، فربہی بدن، گول بھاری چہرے پر پھولے گالوں کے اندر دبے ہونٹ، اوپر سے بٹن نما آنکھیں...... اس سے پہلے کہ وہ حسبِ عادت کچھ کہتی میں نے یہ موقع چھین لیا۔

''گڈ مارننگ۔'' اس نے پہلوانوں کے ناپ کی گلابی پھول دار شرٹ پہن رکھی تھی۔ وہ اس میں پھنسی پھنسی لگ رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ کسی بڑے لحاف پر تنگ غلاف چڑھانے کی بھونڈی کوشش کی گئی ہو۔ ''خوبصورت لباس......'' میں نے مسکرا کر بڑی کامیابی سے صاف جھوٹ بولا۔

لمحے بھر کو وہ جہاں تھی، وہیں ٹھہر گئی۔ ''گڈ مارننگ......''

کچھ توقف کے بعد اس نے کپکپاتے لبوں سے کہا۔ ''تم ٹھیک ہو۔'' اس کے لہجے سے لگ رہا تھا کہ وہ صبح ہی صبح حیرت کے سرد سمندر میں غوطے کھا رہی ہے۔

میں بدستور اسے دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ میرا مزاج بالکل رومانوی نہیں لیکن پوری کوشش کر رہا تھا کہ رومینٹک ہونے کی سو فیصد درست اداکاری کر سکوں۔ ''اوہ کافی......'' میں نے اس کے ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''پیو گے؟'' اس کے لہجے میں جیسے سارے جہاں کا پیار امنڈ آیا ہو۔

''کیوں نہیں، بڑی طلب ہو رہی ہے لیکن تمہارے ہاتھ کی بنی ہو تو لطف آ جائے گا۔''

''یہ لو......'' اس کا چہرہ خوشی کے مارے دمک رہا تھا۔

''نہیں نہیں...... یہ تو تم نے اپنے لیے بنائی ہے۔''

''ارے نہیں، لو......'' اس نے زبردستی مگ مجھے تھما دیا۔

''سنو......'' میں نے آہستہ سے کہا۔

اس نے سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

''لنچ یا ڈنر کے بارے میں کیا خیال ہے۔'' میں نے سرگوشی کی۔

اس کے چہرے پر حیرت کا ایک رنگ آ رہا اور دوسرا جا رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ اس سے یہ غیر متوقع خوشی سنبھالے نہ سنبھل رہی ہو۔ ''کیا کہا تم نے......'' اس نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ ایسا لگا کہ اسے یقین نہ آ رہا ہو۔ وہ شاید سوچ رہی تھی کہ جو سنا، وہ کیا واقعی سچ ہے۔

''لنچ یا ڈنر......'' میں نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے رازداری سے دہرایا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ جواب دیتی، میں نے فوراً پینترا بدل لیا۔ ''اچھا ٹھیک ہے، میں کچھ دیر میں تمہاری طرف چکر لگاتا ہوں۔ تب تک سوچ لو۔''

''ٹھیک ہے۔'' وہ باچھیں کھول کر مسکرائی تو سرخ مسوڑھوں میں دھنسے چھوٹے چھوٹے زردی مائل دانت دیکھ کر مجھے اُبکائی آنے لگی۔

''میں اپنے کیبن میں جا رہا ہوں۔'' یہ کہہ کر دو قدم آگے بڑھا اور پھر رک کر اس کی طرف پلٹا۔ ایک گھونٹ بھرا۔ ''کافی کے لیے شکریہ۔'' مجھے یقین تھا کہ اپنا کام نکالنے کے لیے اتنا ہی کافی رہے گا۔

کیبن میں پہنچتے ہی میں نے مگ کی ساری کافی گملے میں اُنڈیلی۔ ایک گھونٹ نے ہی منہ کا سارا ذائقہ خراب کر ڈالا تھا۔ اتنی بدذائقہ کافی پینے کا حوصلہ وہی کر سکتا ہے جسے پینے کا تو شوق ہو لیکن کبھی چکھی تک نہ ہو۔

میں بہت خوش تھا۔ مجھے لگا کہ منصوبے کا ایک حصہ تو کامیابی سے مکمل ہو چکا۔ ایک دھڑکا لگا ہوا تھا کہ کہیں مسٹر جارج والے واقعے کی اطلاع باس کو نہ ہو جائے۔ میرے

منصوبے کی کامیابی کا دارومدار اب صرف اسی اطلاع پر تھا۔ دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ کچھ ایسا ہو کہ باس اُسی میں الجھ کر رہ جائے۔ پوری کوشش تھی کہ منصوبہ کسی طرح آج ہی مکمل ہو ورنہ کل تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ مجھے امید نہ تھی کہ باس کو یہ اطلاع مل سکتی ہے۔ ویسے بھی اسے اخبار پڑھنے یا ٹی وی دیکھنے کی عادت نہ تھی۔ اس لیے تسلی تھی کہ فی الحال تو وہ لاعلم ہے۔ دعا تھی کہ کم از کم آج تو وہ اس واقعے سے بالکل لاعلم ہی رہے۔ کل کی مجھے کوئی پروانہ تھی۔

ساڑھے دس بجے تک میں تین بار کیش کاؤنٹر کے چکر لگا چکا تھا۔ اسسٹنٹ کیشیئر چھٹی پر تھی۔ مس کٹی تنہا ہی کیش کاؤنٹر سنبھال رہی تھی۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں وہ کئی بار میری بلائیں لے چکی تھی۔ میں نے بھی ہر بار اس کی نگاہِ الفت کو بظاہر تہ دل سے خوش آمدید کہا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میرا کام بس کسی بھی وقت ہونے والا ہے۔

منصوبے کے مطابق میں دو بار باس کے کمرے کے چکر لگا کر اِدھر اُدھر کی دو چار باتیں کر کے، یہ بھانپ چکا تھا کہ اسے مسٹر جارج کے حوالے سے کوئی خبر نہ تھی۔ بس اب مجھے موقع کی تلاش تھی۔ اسی چکر میں کوریڈور سے نکل کر لابی کی طرف جارہا تھا کہ اُسے اندر آتے دیکھا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اُس روز جب لارنس لیڈنر پہلی بار ہمارے بینک میں داخل ہوا تو وہ ایک صارف سے زیادہ بینکر دکھائی دے رہا تھا۔ نہایت عمدہ سوٹ، سِلک کی ٹائی، سیاہ جوتے، جو لابی کی تیز روشنی میں ایسے چمک رہے تھے کہ اُن میں آئینے کی طرح چہرہ دیکھا جاسکتا تھا۔ اس کی اطمینان بھری چال میں وقار اور سستی دونوں نمایاں تھے۔ اسے دیکھ کر تو میں لمحہ بھر کے لیے ٹھٹک کر، جہاں تھا وہیں پہ کھڑا رہ گیا۔ اس وقت میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یہ شخص میرے منصوبے کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لیے غیب سے مدد کے طور پر آیا ہے۔

میرا مطلبی اور چاپلوس باس ڈیلٹن روفس اپنے کیبن میں بیٹھا شیشے کے پار سے اسے اندر داخل ہوتے دیکھ چکا تھا۔ آنے والے کا حلیہ ہی ایسا تھا کہ ڈیلٹن سامنے آئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ وہ ہر ممکنہ کامیابی کو اپنا نام دینے کی جستجو میں رہتا تھا۔ اس نے لمحہ بھر میں ہی طے کرلیا کہ اب کیا کرنا ہوگا۔ ''میں یہاں کا برانچ مینیجر ہوں۔'' وہ تیزی سے باہر آیا اور لارنس کے قریب پہنچ کر عاجزانہ مسکراہٹ لبوں پہ سجا کر بولا۔ تب تک لارنس میرے قریب پہنچ چکا تھا۔ ''اور یہ ہے میرا اسسٹنٹ جیمز فرالے۔'' وہ سمجھ چکا تھا کہ میرا تعارف کرائے بنا شاید گاڑی آگے نہ بڑھے۔

اُس نے جو میرا عہدہ بتایا، وہ درست نہ تھا۔ دراصل میرا تو کوئی عہدہ ہی نہ تھا۔ میں بینک کا صرف یک زیرِ تربیت ملازم تھا اور کچھ نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے اپنی ملازمت زیادہ پسند نہ تھی۔ اگرچہ میرے پاس بینکنگ اور فنانس میں گریجویشن کی ڈگری تھی اور میں نے فوج میں بھی کچھ عرصہ خدمات سرانجام دی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ میرے سر میں آزادی اور خودسری کا جنون تھوڑا زیادہ ہوگیا تھا۔ فوج کی کٹھن زندگی دیکھنے کے بعد اب آرام کا طلب گار تھا۔ میں پیسے کمانا چاہتا تھا لیکن اس کے لیے جان مار محنت کا تصور ہی میرے لیے سوہانِ روح تھا۔ اگر اس وقت کوئی مجھ سے پوچھتا کہ تم اپنے مستقبل کو کیسا دیکھنا چاہتے ہو تو میرا جواب ہوتا بالکل لارنس لیڈنر کے جیسا، ایک دم شاہانہ طرزِ زندگی، فکر سے آزاد، زندگی کے جھمیلوں سے ہزاروں میل دور......

موجودہ ملازمت کو دل سے ناپسند کرنے کے باوجود یہ فوجی زندگی کا ڈسپلن ہی تھا کہ میں اپنا کام پوری توجہ سے سرانجام دے رہا تھا۔ جسے میں ڈسپلن سمجھتا تھا، میرے چاپلوس باس کے نزدیک وہ تابعداری تھی۔ اسی لیے وہ مجھے پسند کرتا تھا۔ یس سر کہنا تو جیسے میری گھٹی میں پڑا ہو۔ یہی وجہ ہوگی کہ ڈیلٹن نے اس میٹنگ میں مجھے بھی شریک کرلیا تھا۔ ویسے کوئی تابعدار ماتحت قریب نہ ہو تو دوسرے کو خود کے باس ہونے کا یقین دلانا ذرا مشکل ہوتا ہے۔

جب مجھے باس نے میٹنگ میں شامل ہونے کو کہا تو دل ہی دل میں اس پر میں نے سخت لعن طعن کی۔ اس وقت میرے ذہن میں صرف اپنا منصوبہ اور اس پر کامیابی سے عمل کرنا تھا۔ مجھے وہ میٹنگ اپنے زاویے سے وقت کا زیاں لگی تھی۔ دل تو چاہتا تھا کہ ٹکا سا جواب دے کر اپنی راہ لوں لیکن ایک بے وقعت ملازم کے لیے باس کے حکم پر عمل کے سوا کوئی اور چارہ نہیں ہوتا۔

مسٹر لارنس نے میٹنگ کے دوران بتایا کہ وہ اپنے سرمائے کو محفوظ بنانے اور مزید دولت حاصل کرنے کے لیے بینک کی منافع بخش اسکیموں میں دلچسپی رکھتا ہے۔ ڈیلٹن کو بینک کے لیے بڑا ڈپازٹ حاصل کرنے کا سنہری موقع ہاتھ لگا تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ بینک کی منافع اسکیموں کے بارے میں اتنی زیادہ معلومات نہیں رکھتا تھا کہ فرفر سنا کر ممکنہ کلائنٹ کو ڈپازٹ دینے پر آمادہ کرسکے۔ ویسے بھی باس کو فنانس سے زیادہ مینجمنٹ میں دلچسپی تھی۔ مجھے تو جیسے یہ سب اسکیمیں ازبر تھیں۔ میں رٹو توتے کی

طرح انہیں سنا کر دوسرے کی دلچسپی ان اسکیموں میں پیدا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا تھا۔ میں دو بار ان صلاحیتوں کو پہلے بھی کامیابی سے استعمال کر چکا تھا، جس کے باعث باس مجھ سے کافی مرعوب تھا لیکن اس بات کا پتا نہیں چلنے دیتا تھا۔ خود مجھے بھی بینک کی ملازمت اختیار کرنے کے بعد ہی اپنی اس صلاحیت کا پتا چلا تھا۔

میٹنگ روم میں صرف تین افراد تھے۔ باس، میں اور لارنس۔ چاپلوس ڈیلٹن نے کلائنٹ کو مرعوب کرنے اور اس کی عزت افزائی کے اظہار کے لیے خود اپنے ہاتھوں سے کریم کافی بنائی تھی۔

''سب سے پہلے تو میں آپ کو عمدہ کافی کے ساتھ لانگ برانچ میں خوش آمدید کہنا چاہوں گا۔'' ڈیلٹن نے جھک کر اس کے سامنے کافی رکھتے ہوئے خالص پیشہ ورانہ گفتگو کا آغاز کیا۔

''عمدہ کافی......'' لارنس نے مگ کی طرف دیکھا اور ذو معنی لہجے میں کہا۔

''جی بالکل......'' ڈیلٹن کی باچھیں کھل گئی تھیں۔ ''ہم بینک کے خاص کلائنٹس کو اسی طرح خوش آمدید کہتے ہیں۔''

مجھے لگا کہ شاید لارنس نے طنزیہ انداز میں وہ جملہ کہا تھا مگر باس سوچتا کم تھا۔ اس نے اُسے بھی تعریف سمجھا۔ ویسے بھی میں اچھی طرح جانتا تھا کہ لارنس کی شخصیت سے مرعوب ڈیلٹن اس وقت صرف ڈپازٹ حاصل کرنے کا ہی سوچ رہا تھا۔ اگر اس کی خاطر اسے اپنے قیمتی کوٹ کی اوپری جیب میں اُڑسے سِلک رومال سے کلائنٹ کے جوتے بھی صاف کرنے پڑ جاتے تو وہ اس میں بھی کوئی قباحت محسوس نہ کرتا۔

لارنس نے بڑے وقار سے مگ اٹھا کر کافی کا گھونٹ بھرا۔ چند لمحے تک اِدھر اُدھر بے پروائی سے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر کی بے مصرف نظر بازی کے بعد اس نے ڈیلٹن کے چہرے پر نگاہیں جمائیں۔ ''کافی اچھی ہے۔'' یہ کہہ کر لمحہ بھر توقف کیا ''مگر......'' مزید کچھ کہنے کے بجائے وہ بات ادھوری چھوڑ کر مگ کو دیکھنے لگا۔

''کیا سر! میں کچھ سمجھا نہیں۔'' ڈیلٹن نے چونک کر پوچھا۔

لارنس نے فوری طور پر کچھ کہنے کے بجائے سکون سے گھونٹ بھرا اور مگ میز پر رکھ کر، جیب سے رومال نکالا اور شائستگی سے ہونٹ صاف کیے۔ ''مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ ہیڈ آفس نے اس کا نام لانگ برانچ کیوں رکھا ہے۔'' یہ کہہ کر ہونٹ سکیڑے۔ ''معاف کیجیے گا بڑا عجیب سا نام ہے لانگ برانچ......'' یہ کہتے ہوئے اس کی بھویں اوپر نیچے ہو رہی تھیں۔

ڈیلٹن نے بے چینی سے کرسی پر پہلو بدلا اور میز پر دونوں کہنیاں ٹکاتے ہوئے گردن آگے کی طرف جھکائی۔ وہ کلائنٹ کے ہر سوال کا تسلی بخش جواب دینے پر یقین رکھتا تھا اور یہاں صورت یہ تھی کہ کلائنٹ ڈپازٹ پر بات شروع کرنے سے پہلے برانچ کے نام پر ہی سوال اٹھا رہا تھا۔

''ایک بات تو ہے مسٹر لارنس......'' یہ کہہ کر وہ مسکرایا۔ ''ہماری برانچ کا نام ہے بہت منفرد۔ اب یہی دیکھ لیجیے کہ خود آپ اسے نوٹس کر چکے ہیں۔'' اس نے بات بنانے کی کامیاب کوشش کی تھی۔

لارنس نے کچھ کہنے کے بجائے اپنی نگاہیں اس کے چہرے پر گڑائیں۔ ''تو یہ نام انفرادیت کے لیے رکھا گیا ہے؟'' لہجہ سوالیہ تھا۔

''ارے نہیں سر، ایسا ہرگز نہیں۔'' ڈیلٹن نے کسمساتے ہوئے پھر پہلو بدلا۔ ''ہیڈ آفس نے برسوں پہلے کھلنے والی اس برانچ کا نام تو شاید کچھ اور رکھا ہوگا لیکن بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے بینک کی یہ برانچ لانگ اسٹریٹ پر واقع ہے۔ اسی وجہ سے لوگوں نے لانگ برانچ پکارنا شروع کیا اور پھر ہم نے بھی لوگوں کا یہ لقب قبول کر لیا۔ اب برانچ کا دفتری نام بھی یہی ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے ستائش طلب نگاہوں سے اسے دیکھا۔

''کسی سیلون، ریستوران یا کافی شاپ کی طرح۔'' لارنس منہ ہی میں بڑبڑایا۔ ''کیا عجیب بات ہے، کیسا نام پڑا ہے۔''

ڈیلٹن اُس کا زیرِ لب تبصرہ سُن چکا تھا۔ اپنی بھرپور وضاحت کے جواب میں کلائنٹ کا یہ تبصرہ اسے بدتہذیبی لگا۔ اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اسے مزید ایک منٹ کے لیے بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا لیکن اس وقت بات کچھ اور تھی۔ اس نے خود کو سنبھالا اور معصومانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔ ''معاف کیجیے گا سر، کیا آپ مجھ سے کچھ کہہ رہے تھے؟''

''میرا مطلب ہے بڑا عجیب سا نام پڑا ہے برانچ کا، بالکل ویسے ہی جیسے گن اسموک......'' اس کا لہجہ مفاہمانہ تھا۔ شاید وہ ڈیلٹن کے جذبات کا اندازہ لگا چکا تھا۔

''سر! اب ایسا بھی عجیب نام نہیں ہے یہ۔'' میں نے مداخلت کی تو اس نے چہرہ میری طرف موڑا۔ نفیس کمانیوں والے چشمے کے شفاف شیشوں سے اس کی آنکھیں مجھے گھور رہی تھیں۔

اس کے یوں گھورنے سے مجھے لگا کہ اس بے مقصد